اہلِ بیت اطہار: مفہوم، مصداق، اور اہلِ سنت کے نقطہ نظر کا تحقیقی جائزہ

A Scholarly Investigation of Ahl al-Bayt al-At-har: Meaning, Identifiers, and the Perspective of Ahl al-Sunnah

Moeena Sarwat
PhD Scholar (Islamic Studies) NCBA&E Sub Campus Multan
moeenasarwat205@gmail.com

Dr. Zahida Bilqees Bukhari
Professor of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur
drzahidabukhari@gmail.com

Abstract:
This research article presents a comprehensive linguistic and semantic analysis of the Arabic terms Al (آل) and Ahl (أهل) , which have been subject to scholarly debate regarding their derivation and meaning. Classical lexicographers and grammarians, including Khalil ibn Ahmad, Ibn Faris, Ibn al-Jawzi, and Al-Fayruzabadi, have offered differing views: some trace Al to the root ’awala (to return), while others connect it to Ahl (family or kin). The study examines these derivations, the transformation of letters through linguistic processes, and the distinctions between Al and Ahl in grammatical usage and semantic scope. Furthermore, the article explores the semantic implications of these terms, especially in the context of the Quran and Hadith, highlighting that Al generally refers to those closely related to a person either by lineage or association, including followers, whereas Ahl has a broader usage encompassing family and dependents. The research also addresses the specific usage of Ahl al-Bayt (the People of the Household) of Prophet Muhammadﷺ , distinguishing between its general and specific meanings. Through Quranic verses and authentic Hadiths, it is established that Ahl al-Bayt includes the Prophet’s close relatives, his wives, and his offspring, who are exempt from receiving Zakat, as supported by narrations from Zayd ibn Arqam, Abdullah ibn Harith ibn Nufayl, and others. The study concludes with an integrated understanding of linguistic derivation, semantic nuance, and jurisprudential implications concerning Al, Ahl, and Ahl al-Bayt in Islamic tradition.

Keywords:
Al, Ahl, Linguistic Analysis, Semantic Study, Quranic Terminology, Prophet Muhammad ﷺ, Lineage, Household

تمہید:

لفظ آل اور اہل عربی زبان میں ایسے الفاظ ہیں جن کے معنی اور اشتقاق پر اہل لغت کے درمیان مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ کچھ اہل لغت کے نزدیک لفظ آل کا اصل اشتقاق أَوَلَ (واپس لوٹنا) ہے، جبکہ بعض کے نزدیک اس کی اصل اہل (خاندان) ہے۔ مشہور لغوی علماء جیسے خلیل بن احمد، ابن فارس، ابن الجوزی، اور فیروزآبادی نے اس لفظ کے مختلف معنوی اور لسانی پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے، جبکہ بعض علماء نے ان میں اختلافات اور ابدال (حروف کی تبدیلی) کے عمل کا ذکر کیا ہے۔ اس مقالہ میں نہ صرف لغوی پہلو، بلکہ معنوی اور اصطلاحی پہلو بھی زیرِ بحث لائے گئے ہیں۔ اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ لفظ آل کسی شخص کے اہل خانہ یا رشتہ داروں کے لیے استعمال ہوتا ہے، اور بعض مواقع پر پیروکاروں کے لیے بھی

مستعمل ہے۔ اسی طرح اہل بیت کے اصطلاحی استعمال پر بھی غور کیا گیا ہے، جس میں قرآن و سنت کی روشنی میں اہل بیت کے مصداق کو نسبی، سکونتی اور ولادتی گھرانوں کے تناظر میں بیان کیا گیا ہے۔

آل اور اہل کی لغوی تحقیق:

لفظ آل اور اہل ان الفاظ میں سے ہیں جن کے بارے میں اہل لغت کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے، خواہ وہ اس کے اشتقاق کے اعتبار سے ہو یا اس کے معنی کے اعتبار سے۔ اشتقاق کے لحاظ سے کہا گیا ہے کہ اس کی اصل أَوَل (لوٹنا) ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی اصل أَهل (خاندان) ہے۔

خلیل بن احمد کا کہنا ہے کہ لفظ آل، أَوَلَ سے مشتق ہے۔ وہ کہتے ہیں: "آلَ يَؤُولُ إِلَيْهِ، إِذَا رَجَعَ إِلَيْهِ "(۱)

ترجمہ: وہ اس کی طرف لوٹ آیا۔

ابن فارس نے ان کی تائید کی اور کہا: " آلَ يَؤُولُ، أَيْ: رَجَعَ. قَالَ يَعْقُوبُ: يُقَالُ: «أَوَّلَ الْحُكْمَ إِلَى أَهْلِهِ»، أَيْ: أَرْجَعَهُ وَرَدَّهُ إِلَيْهِمْ." (۲)

ترجمہ: آلَ يَؤُولُ کا معنی ہے: لوٹنا، اور کہا جاتا ہے: "أَوَّلَ الحُكْمَ إِلَى أَهْلِهِ" یعنی اس نے فیصلہ اس کے اہل کی طرف لوٹا دیا اور انہی کو واپس کر دیا۔

ابن الجوزی نے بھی کہا: " وَالأَصْلُ فِي ذٰلِكَ قَوْلُنَا: آلَ، وَهُوَ بِمَعْنَىٰ: رَجَعَ "(۳)

ترجمہ: اس کی اصل ہمارے قول آل میں ہے، اور اس کا معنی ہے: لوٹنا۔

مفردات میں آیا ہے: " الآلُ: مَقْلُوبٌ مِنَ الأَهْلِ، وَيُصَغَّرُ عَلَىٰ أُهَيْلٍ " (۴)

ترجمہ: آل، أهل کا مقلوب ہے۔ اس کی تصغیر اھیل ہے۔

اور فیروزآبادی نے کہا کہ: "وأَصْلُهُ: أهلٌ، أُبْدِلَتِ الهاءُ هَمْزَةً، فصارتْ أَأْلٌ، تَوالَتْ هَمْزَتانِ، فأُبْدِلَتِ الثانيةُ أَلِفاً، وتَصغيرُهُ، أُوَيْلٌ وأُهَيْلٌ."(۵)

ترجمہ: اس کا اصل لفظ "أہل" ہے۔ حرف ہاء کو ہمزہ سے بدل دیا گیا، تو وہ أ أْل بن گیا۔ جب دو ہمزے اکٹھے ہوئے تو دوسرے ہمزے کو الف سے بدل دیا گیا۔ اس کی تصغیر اُوَیل اور اُھَیل آتی ہے۔

مصباح میں دونوں اقوال ذکر کیے گئے ہیں، مگر کسی کو ترجیح نہیں دی گئی۔

" وَالآلُ أَهْلُ الشَّخْصِ، وَهُمْ ذَوُو قَرَابَتِهِ، وَقَدْ أُطْلِقَ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتِهِ وَعَلَى الْأَتْبَاعِ، وَأَصْلُهُ عِنْدَ بَعْضٍ أَوَلٌ، تَحَرَّكَتِ الْوَاوُ وَانْفَتَحَ مَا قَبْلَهَا فَقُلِبَتْ أَلِفًا، مِثْلَ قَالَ الْبَطَلْيُوسِيُّ فِي كِتَابِ «الِاقْتِضَابِ»: ذَهَبَ الْكِسَائِيُّ إِلَىٰ مَنْعِ إِضَافَةِ آلٍ إِلَى الْمُضْمَرِ، فَلَا يُقَالُ: آلُهُ، بَلْ أَهْلُهُ، وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ قَالَ ذٰلِكَ، وَتَبِعَهُ النَّحَّاسُ وَالزُّبَيدِيُّ، وَلَيْسَ بِصَحِيحٍ؛ إِذْ لَا قِيَاسَ يَعْضُدُهُ وَلَا سَمَاعَ يُؤَيِّدُهُ. قَالَ بَعْضُهُمْ: أَصْلُ الآلِ أَهْلٌ، لَكِنْ دَخَلَهُ الْإِبْدَالُ، وَاسْتُدِلَّ عَلَيْهِ بِعَوْدِ الْهَاءِ فِي التَّصْغِيرِ، فَيُقَالُ: أُهَيْلٌ(۶)

ترجمہ: آل سے مراد کسی شخص کے اہل ہوتے ہیں، یعنی وہ لوگ جو اس سے قرابت داری رکھتے ہوں۔ یہ لفظ اہل خانہ کے لیے بھی استعمال ہوا ہے اور پیروکاروں کے معنی میں بھی آتا ہے۔ بعض اہلِ علم کے نزدیک اس کی اصل اوَّل ہے؛ جب واو

متحرک ہوئی اور اس سے پہلے والے حرف پر فتحہ آیا تو وہ الف میں بدل گئی، جیسا کہ بطلیوسی نے اپنی کتاب الاقتضاب میں ذکر کیا ہے۔ کسائی اس رائے کے قائل تھے کہ آل کو ضمیر کی طرف مضاف نہیں کیا جاسکتا، لہٰذا آلُہ کہنا درست نہیں بلکہ اَہْلُہ کہنا چاہیے۔ اس قول کا سب سے پہلے اظہار انہوں نے کیا اور نحاس اور زبیدی نے بھی ان کی پیروی کی۔ تاہم یہ رائے درست نہیں، کیونکہ نہ کوئی قیاسی دلیل اس کی تائید کرتی ہے اور نہ ہی کوئی معتبر سماعی (منقول) استعمال اس کی تصدیق کرتا ہے۔ بعض اہلِ علم کا کہنا ہے کہ آل کی اصل اہل ہے، لیکن اس میں ابدال (حروف کی تبدیلی) واقع ہوئی، اور اس پر انہوں نے تصغیر میں ہاء کے واپس آنے سے استدلال کیا ہے، کیونکہ تصغیر میں اُهَيْل کہا جاتا ہے۔

آل اور اہل کی معنوی تحقیق:

معنی کے اعتبار سے، ایک سے زیادہ علماء نے تصریح کی ہے کہ کسی شخص کے آل سے مراد اس کے گھر والے اور اس کے رشتہ دار ہوتے ہیں۔

" وَأَهْلُ الْبَيْتِ: سُكَّانُهُ " (۷) ترجمہ: اور اہل بیت یعنی اس کے گھر کے رہائشی۔

ایک دوسرے گروہ نے اس میں پیروکاروں کو بھی شامل کیا ہے۔ (۸)

جبکہ بعض نے اسے صرف پیروکاروں تک محدود رکھا ہے:

"[الآلُ]: كُلُّ مَنْ يُؤَوَّلُ إِلَى الرَّئِيسِ فِي خَيْرِهِمْ وَشَرِّهِمْ، أَوْ يُؤَوَّلُونَ إِلَى خَيْرِهِ وَشَرِّهِ فَهُوَ الآلُ، وَالْقَوْمُ أَعَمُّ مِنْهُ، لِأَنَّ كُلَّ مَنْ يَقُومُ الرَّئِيسُ بِأَمْرِهِمْ أَوْ يَقُومُونَ بِأَمْرِهِ فَهُوَ الْقَوْمُ "(۹)

ترجمہ: (آل) ہر وہ شخص جو اچھائی اور برائی میں کسی سردار یار ہنما کی طرف رجوع کرتا ہو، یا جس کا انجام اُس کی بھلائی یا برائی کی طرف جاتا ہو، وہ آل کہلاتا ہے۔ جبکہ قوم اس سے وسیع تر ہے، کیونکہ ہر وہ شخص جو اپنے امور میں سردار کے زیرِ اثر ہو یا سردار کے زیرِ قیادت ہو، وہ قوم میں شامل ہوتا ہے۔

ابن الجوزی نے دونوں اقوال کے درمیان تطبیق دیتے ہوئے کہا:

" قَالَ شَيْخُنَا عَلِيُّ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ: الآلُ: اسْمٌ لِكُلِّ مَنْ رَجَعَ إِلَىٰ مُعْتَمَدٍ عَلَيْهِ فِيمَا رَجَعَ فِيهِ إِلَيْهِ. فَتَارَةً يَكُونُ بِالنَّسَبِ، وَتَارَةً يَكُونُ بِالسَّبَبِ" (۱۰)

ترجمہ: آل ہر اس شخص کا نام ہے جو کسی ایسے معتمد کی طرف رجوع کرے جس کی طرف اس نے رجوع کیا ہو؛ کبھی یہ نسب کے ذریعے ہوتا ہے اور کبھی سبب (اتباع) کے ذریعے۔

ان کا قول "نسب کے ذریعے" اہل اور قرابت کی طرف اشارہ ہے، اور "سبب کے ذریعے" پیروکاروں کی طرف اشارہ ہے۔ دوسرے کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: آلِ فرعون کو سخت ترین عذاب میں داخل کرو۔

اہل سنت کے نزدیک اہل بیت کا معنی:

آل بیت اور اہل بیت کے دو اطلاق ہیں: ایک عام تو دوسرا خاص۔

عام اطلاق: اس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام متبعین مراد ہیں، یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور جو قیامت تک آپ کی پیروی کرنے والے ہیں۔

تاریخ اصبہان میں حمانی کی روایت ہے:

"ثَنَا الْحَمَّانِيُّ، قَالَ: سَأَلْتُ الثُّورِيَّ عَنْ آلِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: «كُلُّ تَقِيٍّ»" (۱۱)

ترجمہ: انھوں نے کہا: میں نے امام ثوری سے سوال کیا کہ آل بیت کون ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: تمام متقی لوگ جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔

ایک دوسری روایت میں ہے:

" ثَنَا الْحَمَّانِيُّ، قَالَ: سَأَلْتُ الثُّورِيَّ عَنْ آلِ مُحَمَّدٍ؟ قَالَ: أُمَّةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ." (۱۲)

ترجمہ: امام ثوری نے یہ جواب دیا کہ آلِ بیت سے امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے۔

خاص اطلاق: اس سے بنو ہاشم اور ازواج مطہرات مراد ہیں۔

احادیث مبارکہ میں اس کے دلائل بکثرت موجود ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

عَنْ يَزِيدِ بْنِ حَيَّانَ التَّيْمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ يَقُولُ: قِيلَ لَهُ: مَنْ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: «مَنْ تُحْرَمُ عَلَيْهِمُ الصَّدَقَةُ». قِيلَ: مَنْ هُمْ؟ قَالَ: «آلُ عَلِيٍّ، وَآلُ عُقَيْلٍ، وَآلُ جَعْفَرٍ، وَآلُ الْعَبَّاسِ» (۱۳)

ترجمہ: زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ آپ نے جواب دیا: آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہیں جن پر زکوۃ حرام ہے، ان سے دوبارہ سوال کیا گیا، آخر وہ کون ہیں جن پر زکوۃ حرام ہے؟ فرمایا: وہ آلِ علی، آلِ عقیل، آلِ جعفر، اور آلِ عباس ہیں۔

عَنْ ابْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا مِنْ بَنِي مُخْزُومٍ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَقَالَ: أَلَا تَصْحَبُنِي تُصِيبُ؟ قَالَ: قُلْتُ: حَتَّى أَذْكُرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ. فَقَالَ: «إِنَّا - آلُ مُحَمَّدٍ - لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ، وَإِنَّمَا مُوَلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ» (۱۴)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ابورافع کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مخزوم کے ایک آدمی کو زکوۃ کی وصولی پر مقرر کیا، اس شخص نے مجھ سے کہا کہ جاؤ اور تم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مطالبہ کرو کہ وہ تمہیں بھی زکوۃ بھی وصولی پر مقرر کر دیں، یہ سن کر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ سے مطالبہ کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم آل محمد کیلئے صدقہ جائز نہیں، اور غلام قوم ہی کا فرد شمار ہوتا ہے۔

عَنْ الْحَكَمِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى يَقُولُ: «لَقِيَنِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ: أَلَا أَهْدِيَ لَكَ هَدِيَّةً؟ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا: قَدْ عَرَفْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ: قُولُوا: اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ. اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.» (۱۵)

ترجمہ: عبد الرحمن بن ابی لیلی سے روایت ہے، انھوں نے کہا: ایک مرتبہ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھ سے کہا، کیوں نہ تمہیں (حدیث کا) ایک تحفہ پہنچادوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا، میں نے عرض کیا جی ہاں، مجھے یہ تحفہ ضرور عنایت فرمایئے، انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم نے پوچھا تھا یارسول اللہ! ہم آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر کس طرح درود بھیجا کریں؟ اللہ تعالی نے سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہمیں خود ہی سکھا دیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوں کہا کرو: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ "اے اللہ! اپنی رحمت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جیسا کہ تونے اپنی رحمت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر اور آل ابراہیم علیہ السلام پر، بیشک توبڑی خوبیوں والا اور بزرگی والا ہے، اے اللہ! برکت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جیسا کہ تونے برکت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر اور آل ابراہیم پر، بیشک توبڑی خوبیوں والا اور بڑی عظمت والا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو آپ کی آل پر درود بھیجنے کے کئی الفاظ سکھلائے ہیں، جن میں مندرجہ ذیل الفاظ بھی آپ نے سکھلائے:

عَنْ عَمْرُو بْنِ سُلَيْمٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو حَمِيدٍ السَّاعِدِيُّ «أَنَّهُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ: قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ. إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.»(۱۶)

ترجمہ: عمرو بن سلیم زرقی سے روایت ہے، انہوں نے کہا مجھ کو ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم آپ پر کس طرح درود بھیجا کریں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوں کہا کرو: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ،وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ" اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد پر اور ان کی بیویوں پر اور ان کی اولاد پر، جیسا کہ تونے رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر، اور اپنی برکت نازل فرما محمد پر اور ان کی بیویوں اور اولاد پر، جیسا کہ تونے برکت نازل فرمائی آل ابراہیم پر، بیشک تو انتہائی خوبیوں والا اور عظمت والا ہے۔

ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث سے اہل علم نے یہ دلیل لی ہے کہ ازواج مطہرات اور آپ کی ذریت کیلئے (صلی اللہ علیہ وسلم) استعمال کیا جاسکتا ہے۔(۱۷)

اہل بیت کی اصطلاح کے مصداق:

اہل بیت کی اصطلاح دو کلمات سے مرکب ہے: (۱) اہل (والے) (۲) بیت (گھر) اور ان دونوں کلمات کا معنی بالکل واضح ہیں، لیکن یہ مسئلہ کہ جب (اہل) کی اضافت (بیت) کی جانب یا کسی فرد کی جانب ہو، تو اس وقت اس کا کیا مطلب ہوتا ہے، اور اس سے کون مراد ہوتے ہیں؟۔ اہل علم کے اس مسئلے میں کئی اقوال ہیں:

(۱) اہل سے تمام قریبی رشتے دار اور وہ لوگ مراد ہوتے ہیں جن کا گھر یا فرد سے بڑا گہرا تعلق ہو۔

(۲) اہل کی اصطلاح صرف بیوی کیلئے خاص ہے۔

(۳) اہل کی اصطلاح صرف اولاد کیلئے خاص ہے۔

لیکن دوسرا اور تیسرا قول شاذ ہے، اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف ہے، کیونکہ قرآن میں اہل کا لفظ بیوی اور اولاد دونوں کیلئے استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ موسی علیہ السلام کی بیوی کیلئے اس لفظ کا استعمال کرتے ہوئے اللہ پاک نے فرمایا: فلماقَضَى مُوسَى الْأَجَلَ وَسَاءَ بِأَهْلِهِ آنَسَ مِن جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا (ترجمہ: جب موسیٰ نے (مقررہ) مدت پوری کر دی اور اپنے اہل کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے تو طور کی جانب سے آگ محسوس کی)(۱۸)

اور حضرت نوح علیہ السلام نے اہل کا لفظ اپنے بیٹے کیلئے استعمال کیا ہے، اللہ تعالی نے ان کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے کہا: ربِ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الحَقُّ (ترجمہ: اے میرے پروردگار! میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے اور یقینا تیرا وعدہ سچا ہے) (۱۹)

کتاب وسنت کے نصوص جمع کرنے پر یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ جب اہل بیت کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے تو اس سے تین گھرانے مراد ہوتے ہیں، اور وہ یہ ہیں: (۱) نسبی گھرانا(۲) سکونتی گھرانا(۳) ولادتی گھرانہ

حضرت عبد المطلب کی اولاد، بنوہاشم نسب کے اعتبار سے اہل بیتِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، اور جد قریب کی اولاد کو بھی اہل بیت کہا جاتا ہے۔ یہاں بنو عبد المطلب (عبد المطلب کی اولاد) کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ہاشم کی نسل صرف عبد المطلب ہی سے باقی رہی، جیسا کہ ابن حزم نے کہا:

"فَوَلَدُ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مُنَافٍ: شَيْبَةُ، وَهُوَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ، وَفِيهِ الْعَمُودُ وَالشَّرَفُ، وَلَمْ يَبْقَ لِهَاشِمٍ عَقِبٌ إِلَّا مِنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَطْ "(۲۰)

ترجمہ: ہاشم بن عبد مناف کی اولاد میں سے ایک شیبہ بھی ہیں، اور انھیں کا نام عبد المطلب ہے، اور انھیں میں شرف و منزلت باقی ہے، کیونکہ ہاشم کی نسل عبد المطلب ہی کی اولاد میں محصور ہو گئی۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سکونت (مسکن) کے اعتبار سے "اہل بیت نبی ﷺ" ہیں، اور لفظ اہل کا استعمال آدمی کی بیویوں کیلئے عرب میں مشہور ہے اور عرف عام میں داخل ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام اولاد ولادت کے اعتبار سے اہل بیت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، اس میں آپ کے تمام مرد بچے جو کہ بچپن ہی میں وفات پاگئے وہ سب داخل ہیں، مثلا قاسم، عبد اللہ، اور ابراہیم اور آپ کی تمام بچیاں بھی اس میں داخل ہیں، مثلا زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہن۔ ساتھ ہی آپ کی اولاد سے ہونے والی تمام اولاد بھی اس میں شامل ہیں، مثلا زینب بنت رسول اللہ ﷺ کے بطن سے ہونے والے علی، اور امامہ رضی اللہ عنہما، رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کے بطن سے ہونے والے عبد اللہ بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما اور فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کے بطن سے ہونے والے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما اور ان کی اولاد، اور زینب وام کلثوم رضی اللہ عنہما۔

حافظ ابن حجر ہیتمی (۹۷۴ھ) کہتے ہیں: محققین نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ اگر زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما کے بطن سے ہونے والی اولاد کی نسل بھی باقی رہتی تو جو شرف اور سرداری فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کی نسل کو حاصل ہے وہی شرف اور سرداری ان کی نسل کو بھی حاصل ہوتی۔

بنو ہاشم اہل بیت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں:

بنو ہاشم کے اہل بیت سے ہونے کے دلائل ملاحظہ فرمائیں: بنو ہاشم اہل بیت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہیں، اور ان کے اہل بیت ہونے کی سب سے واضح دلیل ثقلین والی یہ حدیث ہے:

" حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ حَيَّانٍ، قَالَ: انْطَلَقْتُ أَنَا وَحُصَيْنُ بْنُ سَبْرَةَ وَعُمَرُ بْنُ مُسْلِمٍ إِلَى زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ. فَلَمَّا جَلَسْنَا إِلَيْهِ قَالَ لَهُ حُصَيْنٌ: لَقَدْ لَقِيتَ، يَا زَيْدُ! خَيْرًا كَثِيرًا. رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَسَمِعْتَ حَدِيثَهُ، وَغَزَوْتَ مَعَهُ، وَصَلَّيْتَ خَلْفَهُ. لَقَدْ لَقِيتَ، يَا زَيْدُ، خَيْرًا كَثِيرًا. حَدِّثْنَا، يَا زَيْدُ! مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي! وَاللَّهِ! لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّي، وَقَدِمَ عَهْدِي، وَنَسِيتُ بَعْضَ الَّذِي كُنْتُ أَعِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَمَا حَدَّثْتُكُمْ فَاقْبَلُوا، وَمَا لَا فَلَا تُكَلِّفُونِيهِ.

ثُمَّ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فِينَا خَطِيبًا بِمَاءٍ يُدْعَى خُمًا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَوَعَظَ وَذَكَّرَ. ثُمَّ قَالَ: «أَمَّا بَعْدُ، أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ! فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيبَ، وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ: أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللَّهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ، فَخُذُوا بِكِتَابِ اللَّهِ، وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ». فَحَثَّ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ وَرَغَّبَ فِيهِ. ثُمَّ قَالَ: «وَأَهْلُ بَيْتِي. أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي. أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي. أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي».

فَقَالَ لَهُ حُصَيْنٌ: وَمَنْ أَهْلُ بَيْتِهِ؟ يَا زَيْدُ! أَلَيْسَ نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ؟ قَالَ: نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، وَلَكِنَّ أَهْلَ بَيْتِهِ مَنْ حُرِمَ الصَّدَقَةَ بَعْدَهُ. قَالَ: وَهُمْ؟ قَالَ: هُمْ آلُ عَلِيٍّ، وَآلُ عُقَيْلٍ، وَآلُ جَعْفَرٍ، وَآلُ الْعَبَّاسِ. قَالَ: كُلُّ هَؤُلَاءِ حُرِمَتْ عَلَيْهِمُ الصَّدَقَةُ؟ قَالَ: نَعَمْ.» "(۲۱)

ترجمہ: زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقام غدیر پر خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! میں انسان ہوں، قریب ہے کہ میرے رب کا بھیجا ہوا (موت کا فرشتہ) پیغام اجل لائے اور میں قبول کر لوں، میں تم میں دو بڑی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، پہلے تو اللہ کی کتاب ہے، اس میں ہدایت ہے اور نور ہے، تو تم اللہ کی کتاب کو تھامے رہو اور اس کو مضبوط پکڑے رہو، غرض کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب کی طرف رغبت دلائی، پھر فرمایا کہ دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو یاد دلاتا ہوں (تین مرتبہ فرمایا) زید بن ارقم سے پوچھا گیا، اے زید! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت کون ہیں، کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اہل بیت نہیں ہیں؟ سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ازواج مطہرات بھی اہل بیت میں داخل ہیں لیکن اہل بیت وہ ہیں جن پر زکوۃ حرام ہے، پھر کہا کہ وہ علی، عقیل، جعفر اور عباس کی اولاد ہیں، پوچھا گیا:

کیا ان تمام پر زکوۃ حرام ہے؟ فرمایا: ہاں۔

بنو ہاشم سے مراد عبد المطلب کی اولاد ہیں، کیونکہ ہاشم کی اولاد میں سے صرف عبد المطلب ہی کی نسل باقی رہی، اور بلا اختلاف یہ اہل بیت میں سے ہیں، لیکن مطلب (جو کہ ہاشم کے بھائی ہیں) کی اولاد کے متعلق علماء میں اختلاف ہے، کہ کیا وہ بھی اہل بیت میں سے ہیں یا نہیں، اور اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے انھیں بھی بنو ہاشم کے ساتھ خمس سے عطا کیا تھا۔

امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کی ایک روایت کے مطابق مطلب کی اولاد بھی اہل بیت میں شامل ہیں، اور انھوں نے اس حدیث سے استدلال کیا:

"عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ: أَنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ قَالَ: مَشَيْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْنَا: أُعْطِيتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ مِنْ خُمْسِ خَيْبَرَ وَتَرَكْتَنَا، وَنَحْنُ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْكَ. فَقَالَ: «إِنَّمَا بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَاحِدٌ.» " (۲۲)

ترجمہ: جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس گئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا بات ہے کہ آپ نے مطلب کی اولاد کو عطا کیا اور ہمیں چھوڑ دیا، جبکہ ہم اور وہ آپ کے ساتھ رشتہ داری (قرابت داری) میں برابر ہیں؟ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہیں۔

ازواج مطہرات اہل بیت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں:

ازواج مطہرات اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مصاہرت (رشتہ ازدواج) کی بناء اہل بیت نبی ہیں اور ازواج مطہرات سے کسی دوسرے کا نکاح کرنا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی میں اور وفات کے بعد حرام ہے، اور یہی آپ کی اس دنیا اور آخرت کی بیویاں ہیں، لہٰذا جو رشتہ ان کا آپ کے ساتھ قائم ہے وہ نسب کے قائم مقام ہے۔

قرآن مجید میں لفظ اہل بیت دو مرتبہ آیا ہے، اور وہ یہ ہیں:

۱۔ ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سارہ سے فرشتوں نے کلام کرتے ہوئے کہا:

"أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللهِ رَحْمَتُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ البَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مجيد"(۲۳)

ترجمہ: کیا تم اللہ کی قدرت سے تعجب کرتی ہو؟ اے اہل بیت تم پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں،، اور یقیناً اللہ نہایت قابل تعریف اور بڑی شان والا ہے

۲۔ اللہ رب العالمین نے آخری نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے متعلق فرمایا:

"وقرن فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنَّما يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ البَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا" (۲۴)

ترجمہ: اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم جاہلیت کے زمانے کی طرح اپنے بناؤ سنگھار کا اظہار نہ کرو اور نماز ادا کرتی رہو اور زکوۃ دیتی رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت گزاری کرو. اللہ تعالی یہی چاہتا ہے کہ اے اہل بیت (نبی کی گھر والیو)! تم سے وہ ہر قسم کی گندگی (آلودگی) کو دور کر دے اور تمہیں خوب پاک کر دے۔

ان دونوں آیات میں اہل بیت سے انبیاء کرام کی ازواج مراد لیا گیا ہے، پہلی آیت میں خطاب ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ سارہ سے ہے کہ فرشتے ان کے پاس اسحاق علیہ السلام کی بشارت لئے حاضر ہوئے جبکہ ان کی عمر نوے برس ہو چکی تھی تو انھوں نے اپنی درازی عمر کی بناء تعجب کا اظہار کیا، جس پر فرشتوں نے انھیں یہ جواب دیا۔

ابو حیان غرناطی (۷۴۵ھ) فرماتے ہیں:

"فرشتوں کا آپ (سارہ علیہا السلام) سے خطاب کرتے ہوئے آپ کیلئے اہل بیت کا استعمال کرنا خود اس بات کی دلیل ہے کہ بیوی اہل بیت میں شامل ہوتی ہے، اس کے علاوہ سورہ احزاب کی آیت بھی اس کی دلیل ہے۔ اور آگے کہا: یہاں بیت سے سکونتی گھرانا مراد ہے" (۲۵)

دوسری آیت میں خطاب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے ہے، کیونکہ یہ آیت انھیں کے حق میں نازل ہوئی، اور حدیث کساء (چادر والی حدیث) اس بات کی تائید کرتی ہے۔

حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

"اگر کوئی یہ کہے کہ ازواج مطہرات ہی اس آیت کے نزول کا سبب ہیں تو یہ بات درست ہے، لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ اہل بیت سے صرف ازواج مطہرات ہی مراد ہیں تو یہ بات درست نہیں، کیونکہ کئی احادیث لفظ اہل بیت کے عام ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔" (۲۶)

ابو حیان غرناطی کہتے ہیں:

"بیویاں اہل بیت سے خارج نہیں، بلکہ وہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر کو لازم پکڑنے کی بناء اس نام کی زیادہ حقدار ہیں۔" (۲۷)

قرآن وسنت میں اس بات کے کئی دلائل موجود ہیں کہ جب کسی بھی فرد کے اہل یا اہل بیت کی بات ہو تو بیوی اس میں شامل ہوتی ہے، چند دلائل حسب ذیل ہیں:

ا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق ارشاد باری تعالی ہے:

"إِذْ قَالَ مُوسَى لِأَهْلِهِ إِنِّي أَنَسْتُ ناراسَاتِيكُم مِّنْهَا بِخيرٍ أَوْ آتِيكُم بِشِهَابٍ قَبَسٍ" (۲۸)

ترجمہ: جب موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ "مجھے ایک آگ سی نظر آئی ہے، میں ابھی یا تو وہاں سے کوئی خبر لے کر آتا ہوں یا کوئی انگارا چن لاتا ہوں۔

اور یہ معلوم ہے کہ اس سفر میں صرف ان کی بیوی ہی ان کے ساتھ تھیں۔

علامہ شوکانی (۱۲۵۵ھ) کہتے ہیں:

"یہاں اہل سے مراد ان کی بیوی ہیں، جو مدین سے مصر کے سفر میں ان کے ہمراہ تھیں، اور ان کے ہمراہ کوئی اور نہ تھا، لیکن موسیٰ علیہ السلام نے ان سے لفظ اہل سے خطاب کیا جو کہ کثرت پر دلالت کرتا ہے۔ (۲۹)

۲۔حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی کے متعلق دوسرا ارشاد ہے:

”فَلَمَّا قَضَى مُوسَى الْأَجَلَ وَسَاءَ بأهله “(۳۰)

ترجمہ:جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مدت پوری کرلی اور اپنے گھر والوں کو لے کر چلے۔

علامہ بیضاوی (۶۸۲ھ) نے اس آیت کی تفسیر میں اہل سے اہلیہ مراد لیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی بیوی کے ہمراہ نکلے۔(۳۱)

۳۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اہلیہ سے فرشتوں نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ حُمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ البَيْتِ إِنَّهُ حَميدٌمجيد“(۳۲)

ترجمہ: کیا تم اللہ کی قدرت سے تعجب کرتی ہو؟ اے اہل بیت تم پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں،، اور یقیناً اللہ نہایت قابل تعریف اور بڑی شان والا ہے۔

۴۔حضور کریم ﷺ کی بیویوں کو مخاطب کرتے ہوئے رب تعالی نے فرمایا:

” وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرجْنَ تَبَرُّجُ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهٗ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا “(۳۳)

ترجمہ: اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم جاہلیت کے زمانے کی طرح اپنے بناؤ سنگھار کا اظہار نہ کرو اور نماز ادا کرتی رہو اور زکوۃ دیتی رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت گزاری کرو. اللہ تعالی یہی چاہتا ہے کہ اے اہل بیت (نبی کی گھر والیو)! تم سے وہ ہر سے وہ ہر قسم کی گندگی (آلودگی) کو و کر دے اور تمہیں خوب پاک کر دے (مذکورہ دونوں آیات کا بیان گذر چکا ہے)۔

ان دلائل کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ازواج مطہرات اہل بیت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں داخل ہیں۔

خلاصہ بحث:

لغوی تحقیق سے یہ واضح ہوا کہ لفظ "آل" کے دو بنیادی مفہوم پائے جاتے ہیں۔ ایک قول کے مطابق یہ أَوَلَ سے مشتق ہے جس کا مطلب ہے لوٹنا یا واپس آنا، جبکہ دوسرے قول کے مطابق یہ لفظ "اہل" یعنی خاندان یا رشتہ دار سے نکلا ہے۔ ابن القیم اور دیگر بعض اہلِ علم کے نزدیک لفظ "آل" کا اطلاق صرف اہلِ انسان یعنی عاقل افراد پر محدود ہے، جبکہ لفظ "اہل" ہر قسم کے افراد پر استعمال ہو سکتا ہے۔

معنوی تحقیق اس بات کو آشکار کرتی ہے کہ لفظ "آل" کسی شخص کے گھرانے، رشتہ دار یا پیروکاروں کے لیے استعمال ہوتا ہے، اور اس کے مقابلے میں لفظ "قوم" وسیع تر مفہوم رکھتا ہے، یعنی وہ تمام لوگ جو کسی سردار یا رہنما کے زیرِ اثر ہوں، اس میں شامل ہوتے ہیں۔ اہل بیت کے اصطلاحی مفہوم میں تین اقسام کے گھرانے شامل ہیں: نسبی گھرانہ، جو بنو ہاشم اور عبد المطلب کی اولاد پر مشتمل ہے؛ سکونتی گھرانہ، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات یعنی بیویوں کو شامل ہے؛ اور ولادتی گھرانہ، جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور ان کی نسل تک پھیلا ہوا ہے۔

اہلِ سنت کے نقطہ نظر کے مطابق اہلِ بیت کے عام اطلاق میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام متبعین، یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور قیامت تک امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم شامل ہیں، جبکہ خاص اطلاق میں بنو ہاشم، ازواج مطہرات اور نبی پاک ﷺ کی اولاد شامل ہیں، جیسا کہ متعدد احادیث میں ذکر ہوا ہے، مثلاً آلِ علی، آلِ عقیل، آلِ جعفر اور آلِ عباس۔ قرآن وسنت میں لفظ "اہل" صرف بیوی یا اولاد کے لیے نہیں بلکہ رشتہ داروں کے لیے بھی استعمال ہوا ہے، جس سے اہلِ بیت کے تین اقسام یعنی نسبی، سکونتی اور ولادتی گھرانے واضح ہوتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) الفراہیدی، خلیل بن احمد، کتاب العین، (بیروت: دار مکتبہ ھلال، بدون سنۃ)، ۸: ۳۵۹۔

(۲) القزوینی، احمد بن فارس، معجم مقاییس اللغۃ، (دمشق: دار الفکر، ۱۹۷۹ء)، ۱: ۱۵۹۔

(۳) الجوزی، اَبو الفرج عبد الرحمن، نزھۃ الأعین، (لبنان–بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۹۸۴ء)، ۱۲۲۔

(۴) راغب اصفہانی، الحسین بن محمد، مفردات ألفاظ القرآن، (دمشق: دار القلم، الدار الشامیۃ، ۱۴۱۲ ھ)، ۹۸۔

(۵) فیروز آبادی، مجد الدین، القاموس المحیط، (بیروت: موسسۃ الرسالۃ، ۲۰۰۵ء)، ۱: ۹۶۳۔

(۶) الفیومی، احمد بن محمد، المصباح المنیر في غریب الشرح الکبیر، (بیروت: المکتبۃ العلمیۃ)، ۱: ۲۹۔

(۷) الفراھیدی، الخلیل بن احمد، کتاب العین، ۸: ۳۵۹، القزوینی، احمد بن فارس، معجم مقاییس اللغۃ، ۱: ۱۶۰۔

(۸) الفیومی، احمد بن محمد، المصباح المنیر، ۱: ۲۹۔

(۹) الکفوی، ایوب بن موسیٰ، الکلیات معجم في المصطلحات والفروق اللغویۃ، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، س ن)، ۱۶۴۔

(۱۰) الجوزی، ابو الفرج عبد الرحمن، نزھۃ الأعین، ۱۲۱۔

(۱۱) اصفہانی، ابو نعیم احمد بن عبد اللہ، تاریخ اصفہان، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۰ء)، ۲: ۱۲۰۔

(۱۲) اصفہانی، ابو نعیم احمد بن عبد اللہ، حلیۃ الاولیاء، (مصر: مطبعۃ السعادۃ، س ن)، ۷: ۱۹

(۱۳) الصنعانی، عبد الرزاق بن ھمام، مصنف عبد الرزاق، (بیروت: توزیع المکتب الإسلامی، ۱۹۸۳ء)، ۴: ۵۱، ح: ۶۹۴۳۔

(۱۴) امام احمد بن حنبل، مسند احمد، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، ۲۰۰۱ء) ۴۵: ۱۶۳، ح: ۲۷۱۸۲۔

(۱۵) بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، (دمشق: دار الیمامۃ، ۱۹۹۳ء)، ۵: ۲۳۳۸، ح: ۵۹۹۶۔

(۱۶) بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، ۵: ۲۳۳۹، ح: ۳۳۶۹۔

(۱۷) القرطبی، ابو عمر بن عبد البر، التمھید ابن عبد البر، (لندن: مؤسسۃ الفرقان للتراث الاسلامی، ۲۰۱۷ء)، ۱۱: ۱۴۲۔

(۱۸) سورہ قصص، ۲۸ : ۲۹

(۱۹) سورہ ہود، ۱۱: ۴۵

(۲۰) اندلسی، محمد بن علی بن حزم، جمھرۃ انساب العرب، (مصر: دار المعارف، ۱۹۶۲ء)، ۱۴۔

(۲۱) قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، ۴ : ۱۸۷۳، ح ۲۴۰۸۔

(۲۲) بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، ۴: ۱۵۴۵، ح ۳۹۸۹۔

(۲۳) سورہ ہود، ۱۱: ۷۳

(۲۴) سورہ احزاب، ۳۳ : ۳۳

(۲۵) أبو حیان، محمد بن یوسف بن علي بن یوسف بن حیان أثیر الدین الأندلسي، تفسیر البحر المحیط، (بیروت: دار الفکر)، ۶:۱۸۴۔

(۲۶) ابن کثیر، أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشي، تفسیر القرآن العظیم، (دار طیبة للنشر والتوزیع) ۱۱:۴ ۶۔

(۲۷) تفسیر البحر المحیط، ۶:۱۸۴۔

(۲۸) سورہ نمل، ۲۷: ۷

(۲۹) الشوکانی، محمد بن علی بن محمد بن عبد اللہ الشوکاني الیمنی، تفسیر فتح القدیر، (دمشق: دار الکلم الطیب) ۴:۱۴۵۔

(۳۰) سورہ قصص، ۲۸: ۲۹

(۳۱) البیضاوی، ناصر الدین أبو سعید عبد اللہ بن عمر بن محمد الشیرازي، تفسیر البیضاوي، (بیروت: دار إحیاء التراث العربي) ۴:۱۷۶۔

(۳۲) سورہ ھود، ۱۱: ۷۳

(۳۳) سورہ احزاب، ۳۳: ۳۳

Bibliography

- Al-Farāhīdī, *al-Khalīl bin Aḥmad, Kitāb al-ʿAyn*, (Beirut: Dār Maktabat al-Hilāl)
- Al-Qazwīnī, Aḥmad bin Fāris, *Muʿjam Maqāyīs al-Lughah*, (Dār al-Fikr, 1979)
- Al-Jawzī, Abū al-Faraj ʿAbd al-Raḥmān, *Nuzhat al-Aʿyun*, (Lebanon – Beirut: Muʾassasat al-Risālah, 1984)
- Rāghib al-Aṣfahānī, al-Ḥusayn bin Muḥammad, *Mufradāt Alfāẓ al-Qurʾān*, (Damascus: Dār al-Qalam, al-Dār al-Shāmiyyah, 1412 AH)
- Al-Fīrūzābādī, Majd al-Dīn, *al-Qāmūs al-Muḥīṭ*, (Beirut: Muʾassasat al-Risālah, 2005)
- Al-Fayyūmī, Aḥmad bin Muḥammad, al-Miṣbāḥ al-Munīr fī Gharīb al-Sharḥ al-Kabīr, al-Maktabah al-ʿIlmiyyah, Beirut, without year of publication
- Al-Kafawī, Ayyūb bin Mūsā, al-Kulliyyāt: Muʿjam fī al-Muṣṭalaḥāt wa al-Furūq al-Lughawiyyah, Muʾassasat al-Risālah, Beirut, without year of publication
- Al-Aṣfahānī, Abū Nuʿaym Aḥmad bin ʿAbd Allāh, Tārīkh Aṣbahān, Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, Beirut, 1990
- Al-Aṣfahānī, Abū Nuʿaym Aḥmad bin ʿAbd Allāh, Ḥilyat al-Awliyāʾ, Maṭbaʿat al-Saʿādah, near Muḥāfaẓah Miṣr, without year of publication
- Al-Ṣanʿānī, ʿAbd al-Razzāq bin Hammām, Muṣannaf ʿAbd al-Razzāq, al-Majlis al-ʿIlmī, India, distribution: al-Maktab al-Islāmī, Beirut, 1983
- Al-Bukhārī, Muḥammad bin Ismāʿīl, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Dār Ibn Kathīr, Dār al-Yamāmah, Damascus, 1993
- Al-Qurṭubī, Abū ʿUmar bin ʿAbd al-Barr, al-Tamhīd, Muʾassasat al-Furqān li-l-Turāth al-Islāmī, London, 2017
- Al-Andalusī, Muḥammad bin ʿAlī bin Ḥazm, Jamharat Ansāb al-ʿArab, Dār al-Maʿārif, Egypt, 1962

❖❖❖